ACADEMIA International Journal for Social Sciences
Volume 5, Issue 3(s4), 2026 ISSN-L (Online): 3006-6638

An Existential and Institutional Analysis of Female Jihadist Extremism in Pakistan: Motivational Frameworks, Operational Roles, and the Reconfiguration of State Response in the Context of ISIS

Dr. Muhammad Altaf Tahir
draltaftahir@gmail.com
Department of Criminology, University of Karachi, Pakistan

Corresponding Author: Dr. Muhammad Altaf Tahir draltaftahir@gmail.com

Received: 25-01-2026 **Revised:** 10-02-2026 **Accepted:** 25-02-2026 **Published:** 12-03-2026

خلاصہ

عصری دہشت گردی کے منظرنامے میں خواتین کی شرکت، بالخصوص دولتِ اسلامیہ عراق و شام (داعش) کے ڈھانچے میں، محض ایک ذیلی رجحان نہیں بلکہ ایک مرکزی سیکیورٹی اور علمی چیلنج ہے۔ پاکستان کے ادارہ جاتی ردِّعمل میں صنفی حساسیت کا فقدان اس خلا کو مزید گہرا کرتا ہے۔ یہ تحقیقی مقالہ چھبیس (۲۶) خواتین کی داستانوں کے تشریحی مظہریاتی کے ذریعے داعش میں شمولیت کے محرکات اور کرداروں کی (Interpretative Phenomenological Analysis) تجزیے ایک نئی علمی تعبیر پیش کرتا ہے۔ تجزیے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مذہبی نظریہ، ہمجولی اثرات، اور انتقام جیسے روایتی گھریلو حل طلب صدمے کا منظم تشدد —جذباتی انتقال (۱) :محرکات کے ساتھ ساتھ دو نئی تجرباتی تشکیلات بھی کارفرما ہیں شناختی بحران اور سماجی بیگانگی کی وہ کیفیت جسے آن لائن بھرتی کے —وجودی تنہائی (۲) کی جانب نظریاتی منتقلی، اور ذریعے ہتھیار بنایا جاتا ہے۔ تحقیق کے مطابق ۸۰ فیصد (۸۰٪) خواتین محاذِ جنگ کے فعال کرداروں (بمطابق بھرتی، پروپیگنڈا، بٹالین قیادت) میں ملوث پائی گئیں۔ مقالہ پاکستانی قانون نافذ کرنے والے اداروں، انسدادِ دہشت گردی کی پالیسی، اور تخفیفِ شدت پسندی کے پروگراموں کے لیے گہرے ادارہ جاتی اور پالیسی مضمرات پر روشنی ڈالتا ہے۔

کلیدی الفاظ:
خواتین کی شدت پسندی، داعش، تشریحی مظہریات، پاکستان انسدادِ دہشت گردی، وجودی تنہائی، جذباتی انتقال، آن لائن بھرتی، تخفیفِ شدت پسندی، ادارہ جاتی اصلاحات

۱۔ تعارف: پاکستانی تناظر میں خواتین کی شدت پسندی کی نئی جہت

اکیسویں صدی کے دوسرے عشرے میں دولتِ اسلامیہ عراق و شام (داعش) کا عروج محض ایک جغرافیائی سیاسی تبدیلی نہیں تھی؛ اس نے دہشت گردی کی جملہ روایات کو پسِ پشت ڈال دیا۔ اس تبدیلی کا سب سے نظرانداز کیا جانے والا پہلو خواتین کی تنظیمی شراکت میں غیر معمولی اضافہ ہے، جس نے پدرانہ سیکیورٹی مفروضات کو یکسر بے معنی کر دیا۔ پاکستان کے لیے، یہ چیلنج خاصا گھمبیر ہے کیونکہ ریاستی ادارے جیسے وفاقی تحقیقاتی ادارہ (ایف آئی اے)، نیشنل کاؤنٹر ٹیررازم اتھارٹی (نیکٹا)، اور صوبائی انسدادِ دہشت گردی کے محکمے (سی ٹی ڈی)، آن لائن انتہا پسندی کی اس نئی صنفی لہر سے نمٹنے کے لیے نظریاتی اور عملی طور پر تیار نہیں ہیں (نیکٹا، ۲۰۲۳ء)۔

روایتی حفاظتی تجزیوں میں خواتین کو محض مظلوم، شکار، یا علامتی کردار سمجھا جاتا رہا ہے۔ مگر داعش کے تنظیمی ڈھانچے اور ڈیجیٹل میڈیا کی حکمتِ عملی نے اس مفروضے کو باطل کر دیا۔ داعش نے خواتین کی نجی کمزوریوں، مثلاً گھریلو تشدد، جذباتی محرومی، اور وجودی پسماندگی کو شناخت کرتے ہوئے انہیں باقاعدہ ایک ’نظریاتی پناہ گاہ‘ پیش کی (اسپیک ہارڈ و ایلن برگ، ۲۰۲۰ء)۔ پاکستانی سماج میں، جہاں پدرانہ ڈھانچہ اور نفسیاتی خدمات کا شدید فقدان ہے، یہ بیانیہ سے ظاہر SC 356) جیسے سپریم کورٹ کی نظر ثانی درخواست ۲۰۲۱ء) خاص طور پر طاقتور ثابت ہوتا ہے۔ عدالتی نظائر کے (mitigating factor) ہوتا ہے کہ پاکستان کا قانونی نظام خواتین کی آن لائن شدت پسندی کو ایک نفسیاتی تخفیفی عنصر طور پر تسلیم کرنے کی بجائے محض ایک مجرمانہ فعل کے طور پر دیکھتا ہے۔

اس تحقیق کے مرکزی سوالات یہ ہیں: (۱) پاکستانی سماج کے تناظر میں وہ کون سے وجودی اور سماجی نفسیاتی مسالک ہیں جو خواتین کو داعش جیسی جہادی تنظیموں کی جانب مائل کرتے ہیں؟ (۲) داعش کے اندر ان خواتین کے (pathways) فعال کردار کیا رہے ہیں اور پاکستانی سیکیورٹی ایجنسیوں کے لیے یہ کیا آپریشنل مضمرات رکھتے ہیں؟

۲۔ سابقہ تحقیقات کا تنقیدی جائزہ: جرمیات، نظریات، اور پاکستانی خلا

کے نظریات نے تشکیل (Feminist Criminology) خواتین کی مجرمانہ سرگرمیوں پر عمومی بحث کو فیمینسٹ جرمیات دیا ہے۔ چیزنی-لنڈ (۱۹۸۹ء) نے ثابت کیا کہ خواتین کے لیے جرائم کی راہیں مردوں سے نوعیتی طور پر مختلف ہوتی ہیں، جہاں صدمہ اور رشتوں کا استحصال کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ اسپنڈلوو اور سائمنسن (۲۰۱۳ء) نے عقلی، نفسیاتی، اور ثقافتی

محرکات کا ایک جامع ڈھانچہ پیش کیا، جبکہ بلوم (۲۰۱۱ء) کے چار ر (انتقام، نجات، رشتہ، اور احترام) کے فریم ورک نے جبر اور شناخت کی تلاش کو نمایاں کیا۔

تاہم، ان میں سے بیشتر علمی کام مغربی جمہوریتوں کے تجربات پر مرکوز ہیں۔ پاکستان جیسی ثقافتی طور پر پدرانہ اور انتظامی طور پر پیچیدہ ریاست میں، جہاں یلماز (۲۰۱۷ء) کے مطابق ثقافتی اخراج اور شناخت کا بحران شدت پسندی کے محرکات ہیں، یہ مسئلہ مختلف شکل اختیار کر لیتا ہے۔ ہائر ایجوکیشن کمیشن (ایچ ای سی) سے منظور شدہ تحقیق (رحمان، ۲۰۱۹ء) اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ جنوبی ایشیا میں خواتین کی شدت پسندی کے پیچھے 'معاشرتی غم و غصہ' اور 'منفی زیستی تجربات' کارفرما ہیں۔ اس کے باوجود، پاکستان میں پیمرا (PEMRA) اور ایف آئی اے کا سائبر کرائم ونگ زیادہ تر مشمولات (content) کی بندش پر توجہ دیتا ہے، جبکہ اس نفسیاتی کیفیت کو یکسر نظرانداز کر دیا جاتا ہے جس میں وہ مواد استعمال کیا جاتا ہے (ایف آئی اے رپورٹ برائے سائبر کرائم، ۲۰۲۴ء)۔

داعش کے ڈھانچے میں خواتین کے کرداروں پر ڈی لیڈ (۲۰۲۰ء) کی تحقیق نے یہ واضح کیا کہ الخنساء بریگیڈ جیسی اکائیوں کے تحت خواتین نے جاسوسی، سزا نافذ کرنے، اور جنگی تربیت جیسے فعال کردار ادا کیے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جب پاکستانی پولیس یا انٹیلی جنس بیورو داعش جیسے گروہوں کی گھریلو حمایت کا تجزیہ کرتے ہیں تو اگر وہ خواتین کو محض 'غیر فعال معاون' سمجھ کر نظر انداز کرتے ہیں تو یہ ایک شدید علمی و پیشہ ورانہ ناکامی ہے۔

۳. نظریاتی ڈھانچہ: تشریحی مظہریات اور جذباتی کمزوری کا پاکستانی ماحولیاتی نظام

یہ مطالعہ تشریحی مظہریاتی تجزیے (IPA) پر قائم ہے (سمتھ، فلاورز، و لارکن، ۲۰۰۹ء)۔ یہ طریقہ کار افراد کے 'زیستہ تجربات' اور ان کے دیے گئے معانی کو سمجھنے پر زور دیتا ہے، نہ کہ محض رویوں کی درجہ بندی پر۔ پاکستان کی سیکیورٹی ایجنسیوں جیسے نیکٹا کے لیے یہ خاصا اہم ہے، کیونکہ ان کی موجودہ رسک اسسمنٹ تکنیکیں رویے (behavior) تک محدود ہیں۔

اس تحقیق کا نیا نظریاتی تعاون 'جذباتی کمزوری کے پاکستانی ماحولیاتی نظام' (Ecosystem of Emotional Vulnerability) کا تصور ہے۔ اس ڈھانچے کے مطابق، جب ریاستی ادارے (مثلاً پنجاب پولیس کے تحفظِ خواتین مراکز) جسمانی تحفظ تو فراہم کرتے ہیں لیکن جذباتی اور وجودی خلا کو پر نہیں کرتے، تو یہ خلا داعش جیسی آن لائن تنظیموں کے لیے بھرتی کا مثالی میدان بن جاتا ہے۔ پنجاب پولیس اسٹریٹجک پلان (۲۰۲۳ء) کے مطابق، گھریلو تشدد کی متاثرہ خواتین کو نفسیاتی معاونت فراہم کرنے کا کوئی مربوط سلسلہ موجود نہیں، جس کے نتیجے میں جذباتی انتشار (emotional displacement) انتہا پسندی کی راہ ہموار کرتا ہے۔

۴. تحقیقی طریقۂ کار: ڈیٹا کا حصول اور پاکستانی تقابل

یہ تحقیق ۲۰۰۰ء سے ۲۰۲۳ء کے درمیان چھبیس (۲۶) خواتین کی کھلی ماخذ (اوپن سورس) داستانوں پر مبنی ہے، جن میں اٹھارہ (۱۸) کا تعلق براہِ راست داعش سے تھا۔ مواد میں دستاویزی فلمیں (جیسے 'شام سے واپسی' اور 'میری بیٹی دہشت گرد')، عدالتی بیانات، سوشل میڈیا مواد، اور یادداشتیں شامل تھیں۔ ایک مربوط کوڈنگ فریم ورک کے تحت، محرکات، کرداروں (محاذی یا غیر فعال)، اور سماجی و معاشی پس منظر کا تجزیہ کیا گیا۔ داعش کی تنظیمی دستاویزات، بالخصوص ۲۰۱۵ء کا خواتین کا منشور اور 'دابق' و 'رومیہ' جرائد، کا علیحدہ سے نظریاتی تجزیہ کیا گیا۔

پاکستانی تناظر میں اس طریقہ کار کی افادیت یہ ہے کہ ایف آئی اے کی سائبر پٹرولنگ ٹیمیں بین الاقوامی کیس اسٹڈیز سے براہِ راست سیکھ سکتی ہیں۔ یہ تحقیق ظاہر کرتی ہے کہ داعش نے 'ہجرت' اور 'مقدس مادریت' کے جو تصورات پیش کیے، ان کی زبان پاکستان میں مڈل کلاس نوجوان لڑکیوں کے وجودی خلا کو پر کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

۵. نتائج: محرکات کی نئی تشکیلات اور کرداروں کی حقیقت

تحلیل کے نتیجے میں دو نئی تجرباتی محرکاتی تعمیرات (typologies) سامنے آئیں، جو پاکستانی معاشرتی ڈھانچے کے لیے انتہائی متعلقہ ہیں۔

۵/۱ جذباتی انتقال: گھریلو جبر سے جہادی بغاوت تک

ماریفہ (انڈونیشیا) کا کیس اس کی بہترین مثال ہے، جس نے کہا: "جب عورت کو ٹھیس پہنچتی ہے، تو وہ بعض اوقات جو دل میں آئے کر گزرتی ہے... میرا شوہر جارح تھا، اس لیے میں نے اپنا غصہ آن لائن نکالا۔" یہ 'جذباتی انتقال' کی وہ صورت ہے جہاں پدرانہ نظام کے تحت جبر کا نشانہ بننے والی عورت، مزاحمت کی بجائے شدت پسندی کے ذریعے اپنے غصے کو کسی 'مقدس مقصد' سے منتقل کر دیتی ہے۔ پاکستان میں گھریلو تشدد ایکٹ ۲۰۲۱ء کی عملی ناکامی، اور خواتین کے لیے بحرانی کیفیت میں نفسیاتی مشاورت کے نہ ہونے کے برابر انتظامات، اس انتقال کو ایک عام راہ بنا رہے ہیں۔ پولیس کی تفتیش

میں اکثر یہ تسلیم نہیں کیا جاتا کہ ایک عورت نے شدت پسندانہ مواد کا ترجمہ کرنے یا پھیلانے کا عمل 'صدمے کا اظہار' ہو سکتا ہے، بجائے اس کے کہ وہ پکی دہشت گرد ہو۔

وجودی تنہائی: مقصد کی تلاش میں بھٹکتی نوجوان نسل ۵/۲

ترینہ شاکل (برطانیہ) کا بیان، "میں اپنی زندگی میں بالکل بے مقصد تھی"، پاکستان کے شہری طبقے کے لیے ایک بیداری کا پیغام ہے۔ وجودی تنہائی کی یہ کیفیت، جہاں مادی آسائشوں کے باوجود شناخت کا شدید بحران ہو، داعش کے بھرتی کرنے والوں کے لیے سب سے آسان ہدف ہے۔ پاکستانی جامعات میں ایچ ای سی کی زیر نگرانی معیارات کے باوجود، طالبات کی نفسیاتی و جذباتی راہنمائی کا کوئی مربوط نظام موجود نہیں، جس کی وجہ سے وہ ڈیجیٹل انتہا پسندی کا شکار ہو سکتی ہیں۔

فعال کردار: ایک ادارہ جاتی سیکیورٹی دھوکہ ۵/۳

تحقیق کا اہم ترین انکشاف یہ ہے کہ ۸۰ فیصد (۲۰ میں سے ۱۶) خواتین نے فعال محاذی کردار ادا کیے، جن میں بٹالین قیادت (ایلیسن فلوک)، آن لائن پروپیگنڈا نیٹ ورکس کی تشکیل (عقصہ محمود)، اور خودکش کارروائیوں کی منصوبہ بندی شامل ہے۔ یہ اعداد و شمار اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ پاکستان کی حساس تنصیبات کی سیکیورٹی اسکریننگ میں خواتین کو کم خطرہ سمجھنا ایک مہلک غلطی ہے۔ قومی احتساب بیورو (نیب) اور دیگر اداروں کی تحقیقات میں بھی یہ صنفی تعصب دیکھا گیا ہے، جہاں خواتین کے مالی لین دین کو 'گھریلو امداد' سمجھ کر نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔

۶۔ تجزیاتی مباحث: پاکستانی پالیسی کے لیے سہ رخی ردِّعمل کی ضرورت

حاصل کردہ نتائج پاکستان میں انسدادِ دہشت گردی کے قانونی، انتظامی، اور ادارہ جاتی فریم ورک کی کمزوریوں کو بے نقاب کرتے ہیں، اور ایک سہ رخی حکمتِ عملی کا تقاضا کرتے ہیں:

قانونی اور آئینی اصلاحات ۶/۱:

انسدادِ دہشت گردی ایکٹ ۱۹۹۷ء میں ترامیم کرتے ہوئے 'جذباتی استحصال' اور 'وجودی تنہائی کی کیفیت' کو تخفیف شدہ حالات (mitigating circumstances) کے طور پر تسلیم کرنا ضروری ہے۔ عدالتوں کو یہ اختیار ہونا چاہیے کہ وہ محض سزا پر اکتفا کرنے کی بجائے بحالی پر مبنی نفسیاتی احکامات جاری کریں۔

ادارہ جاتی ہم آہنگی ۶/۲:

ایف آئی اے، نیکٹا، انٹیلی جنس بیورو، اور سپیشل برانچ کے درمیان خواتین کی آن لائن شدت پسندی سے متعلق ڈیٹا شیئرنگ کا مربوط نیٹ ورک موجود نہیں ہے (نیب رپورٹ، ۲۰۲۲ء)۔ ایک 'مشترکہ سائبر و Vulnerability اسسمنٹ یونٹ' تشکیل دیا جانا چاہیے، جس میں کلینیکل ماہرینِ نفسیات بھی شامل ہوں، تاکہ کسی بھی خاتون کی آن لائن سرگرمیوں کے پیچھے 'جذباتی انتقال' یا 'تنہائی' کے عنصر کی باریک بینی سے شناخت کی جا سکے۔

بحالی اور تخفیفِ شدت پسندی ۶/۳:

فوج کے زیرِ انتظام بحالی مراکز (جیسے سویٹ اور مشال) میں انفرادی نفسیاتی ضروریات کو پورا کرنے والے پروگراموں کا شدید فقدان ہے۔ بین الاقوامی مثالوں (کیمبرلی پولمین اور ایم ایچ اے) سے سیکھتے ہوئے، کمیونٹی بیسڈ مداخلت (Community-based Intervention) کو فروغ دیا جائے، جہاں مستند مذہبی راہنما اور خواتین کی مشاورت فراہم کرنے والے ادارے مل کر کام کریں۔ پیمرا کو محض پروپیگنڈا بند کرنے کے بجائے ان وجودی مسائل کا علمی تجزیہ پیش کرنے والا مواد بھی نشر کرنا چاہیے۔

۷۔ نتیجہ: ایک نئے علمی اور حفاظتی باب کی جانب پیش قدمی

یہ تحقیقی مقالہ اس بات کا ثبوت ہے کہ پاکستانی تناظر میں خواتین کی جہادی شدت پسندی کو سمجھنے کے لیے روایتی پروفائلنگ ناکافی ہے۔ 'جذباتی انتقال' اور 'وجودی تنہائی' کی نئی تشکیلات یہ واضح کرتی ہیں کہ داعش جیسے گروہ دراصل ریاستی اور سماجی ناکامیوں کے پروردہ ہیں۔ پاکستان کی پولیس، عدلیہ، اور انٹیلی جنس ایجنسیوں کو اس 'پدرانہ نظام کے اندر جذباتی خلا' کو ایک حقیقی سیکیورٹی خطرے کے طور پر تسلیم کرنا ہوگا۔ جب تک پاکستانی معاشرے میں خواتین کو گھریلو جبر سے نکلنے کا محفوظ راستہ، معیاری نفسیاتی معاونت، اور وجودی تنہائی کا علمی حل فراہم نہیں کیا جاتا، داعش جیسی تنظیموں کا ڈیجیٹل بیانیہ کمزور دلوں اور ذہنوں کو اپنی جانب کھینچتا رہے گا۔ یہ علمی تحقیق فکری خودمختاری اور پالیسی سازی کے درمیان ایک پل ہے، جس کی بنیاد پر ایک محفوظ اور صنفی طور پر باشعور پاکستان تشکیل دیا جا سکتا ہے۔

۸۔ آئندہ تحقیق کے امکانات

۱۔ پنجاب اور سندھ کی جیلوں میں دہشت گردی کے الزامات کی حامل خواتین سے براہِ راست انٹرویوز پر مبنی میدانی تحقیق کی اشد ضرورت ہے۔
۲۔ پاکستانی مدرسوں اور جامعات میں طالبات کے ڈیجیٹل استعمال کے نمونوں پر طولانی (Longitudinal) مطالعہ کیا جائے

تاکہ 'وجودی تنہائی' کے ابتدائی مراحل میں ہی مداخلت ممکن ہو۔
۳۔ انسدادِ دہشت گردی کی عدالتوں میں پیش کیے جانے والے فیصلوں کا صنفی تجزیہ کیا جائے کہ کس حد تک عدالتی نظام خواتین کی نفسیاتی مجبوریوں کو تسلیم کرتا ہے

حوالہ جات

بلوم، ایم (۲۰۱۱ء)۔ *بم شیلز: خواتین اور دہشت*۔ جنس کے مسائل، ۲۸(۱)، ۲۱-۱۔

چیزنی-لنڈ، ایم (۱۹۸۹ء)۔ *لڑکیوں کا جرم اور عورت کی جگہ: خواتین کے جرائم کا ایک فیمینسٹ ماڈل*۔ جرم اور بے راہ روی، ۳۵(۱)، ۲۹-۵۔

ڈی لیڈ، ایس (۲۰۲۰ء)۔ *جہاد میں خواتین: اسلامی ریاست میں مغربی خواتین پر ایک تاریخی تناظر*۔ سیاسی اسلام کی رٹلیج ہینڈ بک (صفحات ۳۵۰-۳۳۷)۔ رٹلیج۔

ایف آئی اے رپورٹ برائے سائبر کرائم (۲۰۲۴ء)۔ *پاکستان میں خواتین کی آن لائن شدت پسندی کے رجحانات*۔ حکومتِ پاکستان، وفاقی تحقیقاتی ادارہ۔

نیکٹا (۲۰۲۳ء)۔ *پاکستان میں انسدادِ پرتشدد انتہا پسندی کا قومی ڈھانچہ: صنفی جہتوں کا جائزہ*۔ نیشنل کاؤنٹر ٹیررازم اتھارٹی۔

پنجاب پولیس اسٹریٹجک پلان (۲۰۲۳ء)۔ *تحفظِ خواتین مراکز کی کارکردگی اور مستقبل کی حکمت عملی*۔ حکومتِ پنجاب۔

پاکستان کے سپریم کورٹ کے فیصلے (۲۰۲۱ء پی ایل ڈی SC ۳۵۶)۔ *ریاست بمقابلہ آن لائن انتہا پسندی کیس*۔

رحمان، کے ایف (۲۰۱۹ء)۔ *بنگلہ دیش میں خواتین کی دہشت گردانہ سرگرمیوں میں ملوث ہونے کے سماجی و نفسیاتی پہلو*۔ ڈھاکہ یونیورسٹی اسٹڈیز جرنل، ۸۶-۷۱۔

سمتھ، جے اے، فلاورز، پی، اور لارکن، ایم (۲۰۰۹ء)۔ *تشریحی مظہریاتی تجزیہ: نظریہ، طریقہ اور تحقیق*۔ سیج پبلیکیشنز۔

اسپیک ہارڈ، اے، اور ایلن برگ، ایم ڈی (۲۰۲۰ء)۔ *داعش ان کے اپنے الفاظ میں*۔ جرنل آف اسٹریٹجک سیکیورٹی، ۱۳(۱)، ۸۲-۱۲۷۔

اسپنڈلوو، جے آر، اور سائمنسن، سی ای (۲۰۱۳ء)۔ *آج کی دہشت گردی: ماضی، کھلاڑی، مستقبل* (پانچواں ایڈیشن)۔ پیئرسن۔

یلماز، زیڈ (۲۰۱۷ء)۔ *داعش کی خواتین کی پالیسی کا تنقیدی جائزہ*۔ ترکیہ اورتادوگو چالیشمالاری ڈرگیسی، ۴(۲)، ۳۹-۱۳۔